حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی دہلی یونی ورسٹی)

ہجرت کے بعد چند سال کے اندر رسول اللہؐ نے عربوں کے لمبے چوڑے ملک میں اسلام کی دعوت پہنچا دی اور تعلیم قرآن کی بنیاد رکھی۔ ذہنی انقلاب کا کام ابھی ابتدائی منزلوں میں تھا کہ آپ نے وفات پائی۔ آپ کے انتقال سے جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ نکلا۔ عربوں کا سواد اعظم اسلام سے باغی ہوگیا۔ قریش اور ثقیف اور دوسرے چند چھوٹے چھوٹے قبیلوں کے علاوہ جو رسول اللہ کی صحبت اور تربیت سے زیادہ فیض یاب ہوئے تھے،[1] بر عظیم کے بیشتر عربوں نے یا تو زکوٰۃ روک لی یا مرتد ہوگئے۔ رسول اللہ کے مُحصّلِ زکاۃ اور مُعلّمِ قرآن اپنے اپنے صدر مقاموں سے بھاگ آئے۔ اسلام سے بغاوت کے کئی سبب تھے:

نئے مذہب کی اخلاقی و اجتماعی پابندیوں سے عربوں کا عام انحراف۔

(۲) زکاۃ سے بددلی اور

(۳) قبائلی سرداروں کی اپنے اقتدار میں کمی اور مدینہ کی ماتحتی سے ناگواری۔ رسول اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے آپ کے تین بڑے حریف تھے: یمن میں اَسوَد عَنسی، یمامہ میں مُسَیلِمہ اور نجد میں طُلَیحہ۔ اسود عنسی کا خاتمہ تو جلد ہوگیا لیکن مسیلمہ اور طلیحہ کا زور برابر بڑھتا رہا۔ مسیلمہ کے قبیلہ کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی، اس کا مرکز یمامہ، مکہ اور مدینہ کے بعد ملک کا سب سے بڑا اور خوش حال شہر تھا جس میں کئی مضبوط قلعے بھی تھے۔ طلیحہ کا نفوذ اتنا بڑھا کہ مرکز خلافت سے قریب کے کئی قبیلے باغی ہو کر اس سے مل گئے اور مدینہ پر خطرہ منڈلانے لگا۔

بارہ ربیع الاول ۱۱ھ کو حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو حالات بہت نازک تھے، اسلام کا نوخیز

[1] ان قبیلوں کے نام یہ ہیں: اسلم، غِفار، مُزَینہ، جُہَینہ، بنو کعب، بنو اشجع، الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی المصطفیٰ و مغازی الخلفاء تالیف ابن سالم الکلاعی البلنسی، مخطوطہ دار الکتب المصریہ قاہرہ رقم ۵۲۷، ۲/۳۱۔

پودا حوادث کی صرصرسے کانپ رہا تھا۔ رسول اللہ کے ساتھیوں میں سے کئی سرآوردہ لیڈر نئے خلیفہ کے انتخاب سے ناراض ہو کر ترک موالات کئے ہوئے تھے، مدینہ کے منافق خوش تھے کہ نئے مذہب کی بساط اُلٹ رہی ہے، مدینہ سے باہر ملک کے گوشہ گوشہ میں خاص و عام اسلام کی بندشوں سے نکلنے کا اعلان کر رہے تھے، سرکاری آمدنی جو زکاۃ کی صورت میں آتی بہت کم ہوگئی تھی، مختصر یہ کہ خلافت کی کشتی بھنور میں آپھنسی تھی۔

ابوبکر پر خدا کا خاص کرم تھا کہ وہ ان تمام خطروں اور مشکلات سے زیادہ متاثر نہ ہوتے، بلکہ خطروں اور مشکلات نے ان میں ہمیشہ سے زیادہ عزم پیدا کر دیا۔ رسول اللہ کی صحبت اور اسلام کی محبت نے اُن کو حیرت انگیز سکونِ قلب اور وثوق عطا کیا تھا۔ بارہ ربیع الاول ۱۱ھ کو خلیفہ ہو کر انھوں نے خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سب سے پہلے اُسامہ (بن زید) کی وہ مہم روانہ کی جس کو رسول اللہ اپنے آخر ایام میں مشرقی اُردن بھیجنا چاہتے تھے لیکن جو ان کی علالت اور موت کی وجہ سے رُک گئی تھی۔ اس مہم کو بہت سے سمجھدار لوگ خلاف مصلحت خیال کر رہے تھے، کیوں کہ خطرہ کی گھنٹی بج چکی تھی اور مدینہ بلکہ خود اسلام پر سیاہ بادل چھانے لگے تھے، لیکن حضرت ابوبکر مصلحت اندیشی کی جگہ حکم رسول بجالانا زیادہ ضروری سمجھتے تھے، ان کے اعتقاد میں بجاآوری حکم ساری خیر و برکت کا سرچشمہ تھا، چنانچہ آخر ربیع الاول میں اپنی خلافت کے دس پندرہ دن کے اندر اندر انھوں نے ایک فوج اُسامہ کی سرکردگی میں شام بھیج ہی دی۔

اُسامہ کے نکلنے کی خبر سارے ملک میں آگ کی طرح پھیل گئی، مشہور ہوا کہ مرکز خلافت بالکل ننگا ہے، نہ وہاں باغیوں سے لڑنے کے لئے فوج ہے نہ خود اپنی حفاظت کے لئے۔ ہمارے بعض مورخ اس وقت کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:۔ "جب رسول اللہ کا انتقال ہوا اور اُسامہ اپنی مہم کو روانہ ہوئے تو عرب مرتد ہوگئے، کہیں عام عرب اور کہیں خاص طور پر سردارانِ قوم۔ مُسیلمہ اور طُلیحہ نے اپنی سرگرمیاں بڑھا دیں اور خوب قوی ہوگئے۔ قبائل طی اور اَسد کے عوام (مدینہ کے شمال مشرق میں) طُلیحہ کے جھنڈے تلے آگئے، غطفان، اشجع اور ان عربوں نے بھی جو مختلف قبیلوں سے آجمع ہوئے تھے (مدینہ کے شمال مشرق میں) اس کی بیعت کر لی، قبیلۂ ہوازن (مکہ اور مدینہ کے وسط میں) متذبذب تھا پر زکاۃ اُس نے بھی بند کر دی، صرف ثقیف (مشرقی مکہ) اور اس کے ساتھ جو مختلف قبیلوں کے

لوگ رہتے تھے، اسلام پر قائم رہے، جدیلہ اور اعجاز بھی ثقیف کی دیکھا دیکھی اسلام کے وفادار رہے (مدینہ کے مغرب میں) بنو سُلیم کے امراء مرتد ہو گئے اور ملک عرب کے باقی عربوں کا حال بھی یہی تھا کہ کہیں ان کے عوام نے بغاوت کی اور کہیں خواص نے۔ رسول اللہ کے سفیر یمن، یمامہ اور بنو اسد کے علاقہ سے لوٹ آئے، ان امراء کے وفد بھی واپس آگئے جن کے پاس رسول اللہ نے خط بھیجے تھے اور ان سے اسود عنسی اور طُلیحہ کی خبر لینے کو لکھا تھا۔ ان سفیروں اور وفدوں نے صورتِ حال سے ابوبکر کو مطلع کیا اور جو خطوط لائے تھے ان کو دکھائے۔ ابوبکر نے کہا: بس کوئی دم جاتا ہے کہ تمہارے حاکموں کے قاصد ہر طرف سے اس سے بھی زیادہ کڑوی اور سخت خبریں لے کر آتے ہوں گے۔ ایسا ہی ہوا بہت جلد ہر سمت سے رسول اللہ کے حاکموں کے مراسلے آئے کہ ہماری عملداری کے خاص یا عام عربوں نے بغاوت کر دی ہے، اور مسلمانوں کو طرح طرح کی جسمانی اذیتیں دے رہے ہیں۔ (تین ماہ تک ابوبکر نے رسول اللہ کی طرح سفیروں کے ذریعہ بگڑتے حالات کا مقابلہ کیا، یعنی حاکموں کے قاصدوں کو بغاوت کا مقابلہ کرنے کے لئے مناسب احکام بھیجے اور پے در پے ہدایات بھیجتے رہے اور اُسامہ کی واپسی تک اسی وقتی تدبیر پر عمل کرتے رہے۔" (سیف بن عمر۔ طبری ۳/ ۳۲۱-۳۲۲)

مدینہ کے شمال، شمال مشرق اور شمال مغرب کے چھوٹے بڑے تقریباً ایک درجن قبیلوں نے جن میں کئی طُلیحہ کے براہِ راست زیرِ اثر تھے، اُسامہ کی مہم کے خروج کے بعد آزاد ہونے یا زکاۃ سے نجات پانے کے لئے باہم معاہدہ کر کے مدینہ کو گھیر لیا، یہ متحالف قبیلے دو بڑے گروہوں میں بٹ گئے: ایک گروہ جس میں بنو اسد شامل تھے، اور جس کی قیادت طُلیحہ کا نامزد جنرل حِبال کر رہا تھا مدینہ سے سات میل شمال مشرق میں بمقام ذو القَصّہ خیمہ زن ہوا اور دوسرے گروہ نے جس میں عَبس اور ذُبیان کے قبیلے شامل تھے، ذو القَصّہ کے عقب میں مغرب کی طرف اَبرق کی چراگاہوں میں فوجیں اتاریں، ان متحالف قبیلوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور شہر کے ممتاز صحابہ سے کہا کہ ہم زکاۃ نہیں دے سکتے، نماز ادا کر سکتے ہیں، آپ خلیفہ سے ہماری سفارش کیجئے، اگر زکاۃ معاف نہیں کی گئی تو ہم طاقت سے کام لیں گے۔ ممتاز صحابہ نے وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ابوبکر سے کہا کہ جب تک حالات

ساز گار ہوں زکاۃ معاف کر دیجئے، مگر ابو بکر جو عادۃً مرنجان مرنج، نرم، متواضع اور فیاض دل آدمی تھے، اس معاملہ میں کسی کی بات سننے کو تیار نہ ہوئے، ان کا موقف تھا کہ جب رسول اللہ نے زکاۃ معاف نہیں کی تو میں کیسے کر سکتا ہوں: اگر ان لوگوں نے زکاۃ کے اونٹوں کی رسی تک روکی تو میں ان سے لڑوں گا۔" وفد لوٹ گیا اور اپنی قوم کو بتایا کہ مدینہ میں نہ فوج ہے، نہ ہتھیار، حملہ کا بہترین موقع ہے۔ حضرت ابو بکر نے وفد کے جانے کے بعد حملہ کی توقع میں تیاری شروع کر دی مدینہ آنے جانے والے سب راستوں پر چار صحابیوں (حضرت علی، زبیر، طلحہ اور ابن مسعود) کی قیادت میں مورچے بٹھا دئے اور اہل مدینہ کو جمع کر کے صورت حال سے باخبر کیا اور تیار رہنے کی تاکید کی۔ وفد کی واپسی کی تیسری رات کو ان متخالف قبیلوں نے مدینہ پر حملہ کیا جس کو صحابہ کے مورچوں نے سنبھالا اور خلیفہ سے مدد مانگی ابو بکر نے کہلا بھیجا: ڈٹے رہو، مدد آتی ہے۔" مدینہ میں نہ گھوڑے تھے، نہ تیز رو اونٹ، دودھ دیتی اونٹنیاں تھیں، ایک فوج تیار کی اور ان اونٹنیوں پر سوار کر کے ابو بکر جلد جلد مدد کے لئے نکلے، لڑائی ہوئی، مخالفوں کی ایک چال سے اونٹنیاں بدکیں اور مسلمانوں کو لے کر بھاگ پڑیں، ابو بکر نے سنبھل کر دوبارہ مقابلہ کیا، مخالفین کے پیر اکھڑ گئے طلیحہ کا مامور کردہ جنرل حبال جو بنو اسد کی قیادت کر رہا تھا، مارا گیا، ابو بکر ان کے تعاقب میں مدینہ کے شمال مشرق میں ذو القصہ نامی منزل پہنچے اور وہاں کیمپ لگایا، عرب قبائل تتر بتر ہو گئے۔

اس فتح نے مدینہ کی آبرو بچا لی، اسلام کے ڈگمگاتے قدم سنبھل گئے، مرتد قبیلوں میں جو مسلمان گھرے تھے ان کے ڈوبتے دلوں کو سہارا ملا، ذو القصہ میں فوجیں چھوڑ کر ابو بکر مدینہ لوٹ آئے۔ مخالف قبیلے اپنی تازہ شکست سے ایسے بوکھلائے کہ اپنے اپنے قبیلوں کے مسلمان عربوں پر ٹوٹ پڑے اور بے دردی سے ان کو قتل کیا، پہلے عبس و ذبیان نے خون کی ہولی کھیلی، پھر دوسرے قبائل نے، اس کی خبر مدینہ پہنچی تو غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی، ابو بکر نے قسم کھائی کہ مشرکوں کو بے دریغ ماریں گے، جتنے مسلمان مارے گئے ہیں، اتنے بلکہ اس سے زیادہ مرتد قبائل کے افراد کو قتل کریں گے۔ (طبری ۳/ ۲۲۴)
جنگ کی تیاری شروع ہو گئی، خوش قسمتی سے اس وقت تین جگہ سے زکاۃ آ گئی جس سے ہتھیاروں اور

ضروری سامان کی فراہمی میں آسانی ہوئی۔ سوا دو ماہ باہر رہ کر اسامہ اور ان کی فوج بھی آگئی، حضرت ابوبکر نے اب دیر بالکل نہ کی، اسامہ اور ان کی تھکی فوج کو آرام کرنے اور شہر کی اندرونی و بیرونی حفاظت سونپ کر دہ محاذ پر چلے گئے۔ ربیع الاول ۱۱ھ۔ اس وقت صحابہ نے کہا: جان جوکھوں میں نہ ڈالئے، خدانخواستہ اگر لڑائی میں مارے گئے تو خلافت کا شیرازہ بکھر جائے گا، کسی کو سالار بنا کر بھیج دیجئے۔" آپ نہ مانے اور فرمایا: خدا کی قسم یہ نہ ہوگا، میں اپنی جان و تن سے تمھاری قربانیوں میں حصہ لوں گا۔" ذوالقصہ کے فوجی اڈے آئے، وہاں سے فوجیں لے کر ربذہ کے گاؤں کا رخ کیا جس کے پاس قبیلہ مُرّہ، ثعلبہ اور عبس و ذبیان جمع تھے۔ لڑائی ہوئی، چاروں قبیلے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ان کی چراگاہوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ عبس و ذبیان طلیحہ سے جا ملے جو ابوبکر کی پیش قدمی کی خبر پا کر سمیرا نامی نخلستان سے شمال کی طرف ہٹتا ہوا بزاخہ کے نخلستان میں فروکش تھا۔ خلیفہ نے زیادہ آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور مدینہ لوٹ آئے۔

یہ آخری معرکے تعزیری نوع کے تھے، عبس و ذبیان اور ان کے حلیفوں نے اپنے کئے کی سزا پائی، اور ان کی چراگاہیں بھی ضبط کر لی گئیں، لیکن وہ نہ تو ارتداد سے تائب ہوئے اور نہ ان کا استیصال ہوا، مسیلمہ، طلیحہ اور دوسرے باغی بھی بدستور موجود تھے، اس لئے حضرت ابوبکر نے بڑے پیمانہ پر قوت کا استعمال ضروری سمجھا، اسامہ کی فوج جب تازہ دم ہو گئی اور زکاۃ کی بڑھتی ہوئی آمدنی سے جب سامان جنگ جمع ہو گیا تو آپ فوجیں لے کر ذوالقصہ کی چھاؤنی میں خیمہ زن ہوئے۔ گیارہ[1] محاذ بنائے اور ہر محاذ کے لئے سالار مقرر کئے۔ اس موقع پر خلیفہ نے دو فرمان لکھے ایک عرب قبائل کے نام اور دوسرا سالاران فوج کی ہدایت کے لئے۔ پہلے فرمان کا مضمون یہ تھا:-

---

[1] اتنے محاذوں کے لئے فوجیں کہاں سے آئیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت مدینہ اور اس کے آس پاس جو فوج جمع ہو سکی اس کی تعداد زیادہ نہ تھی، اگرچہ سامان جنگ وافر تھا، ہر محاذ کے لئے تھوڑے تھوڑے مجاہد فراہم ہو سکے، جن کی گنتی سیکڑوں سے آگے نہ جاتی تھی، ہر محاذ کے لئے فوج مقرر کرنے میں اس محاذ کی اہمیت کو ملحوظ رکھا گیا تھا، مثلاً مسیلمہ اور طلیحہ کے مقابلہ میں فوج کی تعداد سب محاذوں سے زیادہ تھی، اور اس کے سالار خالد بن ولید تھے، منصوبہ یہ تھا کہ مرکز کی طرف سے مقرر کی ہوئی فوجیں روانہ ہوں اور ان کے راستہ میں جو قبیلے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، خلیفۂ رسول اللہ ابوبکر کی طرف سے خاص و عام کے نام، خواہ وہ اسلام پر قائم ہوں، خواہ مرتد ہو گئے ہوں۔ سلامتی ہو ان پر جو راہ پر ثابت قدمی سے قایم ہیں اور گمراہی کی طرف مائل نہیں ہوئے۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا جو یکتا اور بے شریک ہے کوئی عبادت کے لایق نہیں، گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، اور جو تعلیم وہ لائے اس کی حقانیت کا معترف ہوں، اور جو لوگ اس تعلیم کو نہیں مانتے ان کو کافر قرار دیتا ہوں، اور اُن سے برسر پیکار ہوں۔ واضح ہو کہ اللہ نے محمد کو سچی تعلیم کے ساتھ ایک روشن چراغ اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا تاکہ انسانوں کو بُرائی سے ڈرائیں، اور کافروں کے خلاف حجت قایم ہو۔ (لِيُنذِرَ مَن كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ) جن لوگوں نے محمد کی دعوت مانی، اللہ نے اُن لوگوں کو سیدھا راستہ دکھایا، اور جو لوگ سیدھے راستہ سے رد گرداں ہوئے ان کو رسول نے خدا کے اذن سے مار لگائی، حتیٰ کہ ان کو چار و ناچار مسلمان ہونا پڑا۔ کچھ عرصہ بعد جب رسول، خدا کا حکم نافذ کر چکے، اور قوم کی خیر خواہی کا کام انجام دے چکے اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے تو آپ کا انتقال ہوا، موت کی خبر اللہ آپ کو اور سارے مسلمانوں کو اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں دے چکا تھا: تم کو مرنا ہے اور ان سب کو بھی مرنا ہے، (إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ) تم سے پہلے ہم نے کسی بشر کو دائمی زندگی نہیں دی، اگر تم مروگے تو وہ ہمیشہ تھوڑا ہی رہیں گے، (وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ، أَفَإِن مِّتَّ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آئیں وہاں کے مسلمانوں کو محاذ پر چلنے کی دعوت دیں، سالارِ فوج کو حکم تھا کہ جن لوگوں کے پاس ہتیار نہ ہوں ان کو ہتیار دئے جائیں، اگر ان کے پاس سواری نہ ہو تو سواری بھی دی جائے، خیال یہ تھا کہ مرکزی فوجوں کو دیکھ کر وہ سارے مسلمان جو مرتد قبیلوں میں گھرے تھے، یا جو متذبذب تھے، یا بھوکوں مر رہے تھے، سب فوج میں شامل ہو جائیں گے، یہ خیال صحیح نکلا۔

فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ ") [ہر شخص کو مرنا ہے، ہم شر اور خیر میں ڈال کر تم کو آزماتے ہیں، اور تم کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت، ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ، والینا ترجعون۔ الاکتفاء "] محمد بس رسول ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول آچکے ہیں، اگر وہ مرجائیں یا قتل کر دئے جائیں، تو کیا تم اسلام چھوڑ دوگے، اور جو اسلام چھوڑے گا وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑے گا، اور اللہ شاکرین نعمت کو اچھا انعام دے گا۔ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ)

پس جو کوئی محمد کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد کا انتقال ہو گیا اور جو اللہ یکتا اور بے شریک کی عبادت کرتا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اللہ کے زیر نظر ہے اللہ جو زندہ ہے، قائم بالذات ہے، جاودان ہے، نہ اُسے نیند آتی ہے، نہ غنودگی، اپنے سب کاموں کا خوب دھیان رکھتا ہے، نافرمانوں کو سزا دیتا ہے۔

لوگو! میں تاکید کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور اس خوش بختی اور انعام کے مستحق بنو جو اللہ تم کو دینا چاہتا ہے اور اس دستورِ زندگی پر عمل کرو جو تمھارا نبی تمھارے لئے لایا ہے اور اس راستہ پر چلو جو نبی نے دکھایا ہے اور اللہ کے دین کو مضبوط پکڑ لو، کیوں کہ جس کی اللہ رہبری نہ کرے وہ گمراہ ہے، اور جس کو اللہ فکر و روح کے مرض سے شفا نہ دے وہ روگی ہے، اور جس کا وہ دستگیر نہ ہو وہ خوار ہے (کیوں کہ اللہ جس کی حفاظت نہ کرے وہ تباہ ہے، جس کی اللہ تصدیق نہ کرے وہ کاذب ہے، جس کو اللہ خوش بخت نہ بنائے وہ بدنصیب ہے، جس کو اللہ رزق نہ دے وہ محروم ہے ... الاکتفاء صفحہ ۲۴۵) اس گمراہ کا دنیا میں کیا کوئی کام مقبول نہ ہو گا جب تک وہ اللہ کا معترف نہ ہو، اور آخرت میں بھی (خدا فراموشی کی تلافی کے لئے) اس کا کوئی معاوضہ یا بدل قبول نہیں کیا جائے گا۔

تم میں سے جو لوگ، اسلام لاکر اور اس کے مطابق عمل کر کے اسلام سے منحرف ہوئے

ہیں ان کی خبر مجھے ملی، یہ انحراف اس لئے ہے کہ اللہ کی گرفت کا انھیں یقین نہیں ہے، اس کی سزا اور قوت کا ان کو صحیح اندازہ نہیں ہے، اور پھر شیطان نے بھی ان کو بہکا دیا ہے۔
اللہ جل ثناؤہ کہتا ہے: جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا پر ابلیس نے نہیں کیا، وہ جنوں کی نسل سے تھا اس لئے اس نے اپنے رب کا حکم نہ مانا، کیا مجھے چھوڑ کر تم شیطان اور اس کی آل اولاد کو اپنا آقا اور متبوع بنا لوگے؟ حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں۔

دوسرے موقع پر اللہ فرماتا ہے: بلاشبہ شیطان تمھارا دشمن ہے، اس کو دشمن سمجھو، وہ اپنی پارٹی والوں کو ایسے کاموں کی دعوت دیتا ہے جو انھیں دوزخی بنائیں (وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا . . . اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ)

میں نے فلاں کو (خالد بن ولید کو . . . الاکتفار) مہاجرین، انصار اور تابعین کی ایک فوج کے ساتھ تمھارے پاس بھیجا ہے، اس کو میرا حکم ہے کہ کسی سے اس وقت تک نہ لڑے نہ کسی کو اس وقت تک قتل کرے جب تک اس کو "کلمۂ شہادت" کی دعوت نہ دے دے، جو شخص اس دعوت کو مان لے اور اس کا معترف ہو اور شیطانی کاموں سے باز آئے اور نیک عمل بن جائے، اس کا اسلام قبول کرلے اور اس کو اسلام پر قائم رہنے میں مدد دے۔ لیکن جو لوگ "کلمۂ شہادت" سے انکار کریں ان کے لئے سالار اعلیٰ کو میرا حکم ہے کہ ان سے جنگ کرے، اور ان میں سے جن جن پر اس کا قابو چل جائے اس کے ساتھ مطلق نرمی نہ برتے، اس کو آگ میں جلا دے اور ہر ممکن طریقہ سے قتل کرے، ان کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو غلام بنالے اور کسی سے کلمۂ شہادت کے سوا کوئی بات قبول نہ کرے۔ [میں

نے خالد کو حکم دیا ہے کہ میرا خط ہر مجمع میں پڑھ کر سنائے، جو خط کی پیروی کرے گا نفع اٹھائے گا، جو اس کی خلاف ورزی کرے گا نقصان اٹھائے گا۔ الاکتفاء] جو اسلام لائے گا اس کے اسلام سے خود اسی کا بھلا ہوگا، اور جو اسلام نہیں لاتے گا وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔

میں نے اپنے قاصد (مراد سپہ سالار) کو حکم دیا ہے کہ تمہارے ہر مجمع میں یہ خط پڑھ کر سنائے۔ [اسلام کی دعوت اذان ہے، اگر مسلمانوں کی اذان سن کر قبائلی عرب بھی اذان دیں گے، تو اسلامی فوج ان سے تعرض نہ کرے گی اور اگر وہ اذان نہیں دیں گے تو اسلامی فوج بے تاخیر ان کی خبر لے گی، اور جب قبائلی عرب اذان دیں گے تو اسلامی فوج ان سے زکاۃ کی رقم مانگے گی، اگر وہ رقم دینے سے انکار کریں گے تب بھی ان کی خبر لی جائے گی اور اگر رقم دینے کو تیار ہوں گے، تو وہ (سپہ سالار) ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، اور ان پر مناسب عامل مقرر کرے گا]۔[1]

طبری، ۳/۲۲۶-۲۲۷ و صبح الاعشیٰ ۶/۳۸۴، بین القوسین حصہ الاکتفاء میں نہیں ہے۔ اور زیادہ قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ خط کشیدہ عبارت مراسلۂ ابوبکرؓ کا حصہ نہیں بلکہ راویانِ مراسلہ کی طرف سے مسلمانوں کے اُس طریقِ کار کی توضیح و تشریح ہے جو وہ مرتد قبائل میں اذان سننے یا نہ سننے کی حالت میں اختیار کرتے تھے۔ اس صورت میں عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہوگا: "پس جب مسلمان اذان دیتے اور قبائلی عرب ان کی اذان سن کر خود بھی دیتے، تو مسلمان ان کو کوئی نقصان نہ پہنچاتے، اور اگر مسلمانوں کی اذان سن کر وہ اذان نہ دیتے تو فوراً ان کی خبر لیتے اور اگر قبائلی عرب اذان دیتے تو مسلمان اُن سے زکاۃ مانگتے اگر وہ دینے سے انکار کرتے تب بھی اُن کی بے درنگ خبر لیتے اور اگر وہ زکاۃ دینے کا اقرار کرتے تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جاتی اور سپہ سالار ان پر کوئی مناسب حاکم مقرر کر دیتا۔

[1] اصل میں وَحَمَلَهُمْ عَلَىٰ مَا يَنْبَغِي لَهُمْ ہے، جس کا کوئی مناسب حال مفہوم نہیں نکلتا میں نے اس جملہ کو وَعَمِلَ عَلَيْهِمْ مَنْ يَنْبَغِي لَهُمْ قرار دے کر ترجمہ کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

۲- سپہ سالاروں کو ہدایت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - خلیفۂ رسول اللہ ابو بکر کی طرف سے یہ ہدایت نامہ ہے فلاں کے لئے (خالد بن ولید کے لئے - اکتفاء) جب اس کو مرتدوں سے لڑنے بھیجا گیا، اس کو ہدایت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے سارے کاموں میں خواہ چھپے ہوں یا ظاہر خدا سے ڈرتا رہے، اس کو حکم ہے کہ اسلام کی سربلندی کے لئے تن دہی سے کام لے، اور سنجیدگی کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کرے جو اسلام سے پھر گئے ہیں، اور شیطانی آرزوئیں دل میں بسائے ہوئے ہیں، لیکن سرکوبی سے پہلے ان کو سنبھلنے کا ایک موقع دے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو "کلمۂ شہادت" کی دعوت دے، اگر وہ یہ دعوت مان لیں تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے، لیکن اگر وہ یہ دعوت نہ مانیں تو ان پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے، یہاں تک کہ وہ مسلمان ہونے کا اقرار کریں، اس کے بعد ان کو بتائے کہ بحیثیت مسلمان ان پر کیا پابندیاں ہیں اور ان کے کیا حقوق ہیں - پابندیوں کے مطابق ان سے وصول کرے (زکاۃ) اور حقوق کے مطابق ان کو دے (مال غنیمت) اور اس کام میں تاخیر و مہلت روا نہ رکھے، اور مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑنے سے نہ روکے - لڑائی کے بعد جو اسلام لے آئے، اور اس کی حقانیت کا معترف ہو، اس کا اسلام مان لے اور اسلام پر قائم رہنے میں اس کی بہتر طریقہ پر مدد کرے - (اس کو خوب یاد رہے کہ) اس کی لڑائی خدا کے باغیوں سے صرف اس لئے ہے کہ وہ اُس تعلیم کا اعتراف کریں جو خدا کی طرف سے آئی ہے، جوں ہی وہ اس تعلیم کا اعتراف کریں گے اور "کلمۂ شہادت" پڑھ لیں گے، اُس کو اُن کے خلاف کارروائی کا حق نہ رہے گا، اور اگر وہ خفیہ طور پر (ان کے خلاف) کوئی نامناسب سلوک کرے گا تو خدا اس سے سمجھے گا - اور جو لوگ "کلمۂ شہادت" نہیں پڑھیں گے، مار ڈالے جائیں گے، جہاں ہوں گے اور جہاں کہیں بھی بھاگ کر جائیں گے ان سے جنگ

کی جائے گی، اسلام کے سوا کوئی بات نہیں مانی جاتے گی۔ جو اسلام لے آئے گا اور دل سے اُس کا معترف ہوگا، سالارِ اعلیٰ اس کا اسلام قبول کرے گا اور اس کو اسلام کی تعلیم دے گا۔ اور جو لوگ اسلام سے انکار کریں گے ان سے لڑے گا۔ اور منکرینِ اسلام پر اگر اللہ اس کو غلبہ دے گا تو وہ ہر طرح ان کو ہتیاروں اور آگ سے قتل و غارت کرے گا، اس کے بعد مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کر کے باقی فوج میں تقسیم کر دے گا اور خُمس (یا پانچواں حصہ) ہمارے پاس بھیج دے گا۔ سپہ سالار کو ہدایت ہے کہ اپنے ساتھی مسلمانوں کو جلد بازی اور لوٹ مار سے باز رکھے، اور اپنی فوج میں بلا تحقیق گھٹیا درجہ کے عربوں کو داخل نہ کرے، مبادا وہ جاسوس ہوں اور ان کی کسی چال سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ جائے۔ اس کو ہدایت ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے، کوچ اور پڑاؤ دونوں حالتوں میں ان کے ساتھ لطف و رحمت سے پیش آئے، ان کی راحت و جذبات کا خیال رکھے، اور فوج کا کچھ حصہ بہت آگے .... اور کچھ بہت پیچھے نہ رکھے اور مسلمانوں کو فہمایش کرے کہ باہم محبت و رواداری سے رہیں اور نرمی سے باہم بات چیت کیا کریں۔" سیف بن عمر۔ طبری ۳/۲۲۷

طبری کے یہ دونوں مراسلے سیف بن عمر کی روایت پر مبنی ہیں، اس روایت کی رو سے جیسا کہ ہم نے اوپر پڑھا۔ خلیفہ اول نے اہلِ ردّہ کی سرکوبی کے لئے گیارہ محاذ قائم کئے تھے اور ہر محاذ کے لئے ایک سپہ سالار مقرر کیا تھا اور ہر سالار کو دو خط دئے تھے۔ ایک اہلِ ردّہ کے نام اور دوسرا خود اُن کے لئے ہدایت نامہ، دارالکتب المصریہ قاہرہ میں الاکتفاء کے نام سے مغازی اور فتوح پر جو قیمتی مخطوط ہے اس میں نہ گیارہ محاذوں کا ذکر ہے، نہ گیارہ سالاروں کا۔ اکتفاء کی رو سے خلیفہ اول نے سب سے پہلے طُلیحہ اور مُسیلمہ کی طرف توجہ کی اور ساری قوت ان کے مقابلہ پر لگا دی، اس مہم کے لئے خالد کو سالارِ اعلیٰ مقرر کیا اور ان کو دو فرمان دئے: ایک ہدایت نامہ اور دوسرا اہلِ ردّہ کے نام خط، دوسرے خط کا مضمون طبری اور اکتفاء میں (مابین القوسین حصہ چھوڑ کر) مشترک ہے اور دوسرے خط کا بھی بیشتر حصہ لفظی نہیں تو معنوی اعتبار سے دونوں کتابوں میں یکساں ہے۔ ذیل میں اکتفاء کی وہ عبارت پیش

کی جاتی ہے جو کیا لفظاً اور کیا معنیً طبری کے نسخہ سے مختلف ہے :-

"خالد کو حکم ہے کہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ یمامہ پہنچے، اور پہلے بنی حنیفہ اور اُن کے نبی مُسیلمہ کذّاب کی خبر لے، لڑنے سے پہلے ان کو اور اس کو دعوت اسلام دے، اور خلوص سے ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرے، اگر وہ دعوت قبول کرلیں، اور کلمۂ شہادت پڑھیں، تو ان سے کچھ تعرض نہ کرے، اور اس کی اطلاع مجھے دے اور یمامہ میں مقیم رہے اور میرے حکم کا انتظار کرے۔ اگر بنو حنیفہ اور مُسیلمہ مسلمان ہوتے اور کلمہ پڑھنے اور اپنے کذّاب کی خدا پر بہتان تراشیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ان سے سخت لڑائی لڑے، اللہ یقیناً اپنے دین کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو سارے دینوں پر غالب کرے گا، جیسا کہ اُس نے قرآن میں کہا ہے، کافروں کو یہ بات خواہ کتنی ہی ناپسند ہو۔ اگر خدا کے حکم سے وہ بنی حنیفہ پر فتح پائے تو اُن کو ہتیار اور آگ دونوں سے قتل و غارت کرے اور ان کا کوئی فرد زندہ نہ چھوڑے۔ مال غنیمت اور ان کی دولت خمس نکال کر مسلمانوں میں بانٹ دے۔ خمس میرے پاس بھیج دے تاکہ میں قانونِ اسلام کے مطابق اس کو ٹھکانے لگاؤں۔ اس کو ہدایت ہے کہ اس کے ساتھیوں کے اتحاد میں اختلاف رائے کی وجہ سے کمزوری نہ پیدا ہو، اور نہ جلد بازی میں آکر وہ کوئی غلط قدم اٹھائیں، ۔اس کے بعد بدو عربوں کی فوج میں بھرتی اور عام مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وہ ہدایات ہیں جو طبری کے خط میں بیان ہوئیں، آخر میں انصار کے ساتھ خصوصی برتاؤ کی سفارش ہے ...... جو انصاری تمھارے ساتھ ہیں ان کے ساتھ قول و فعل میں نرمی اور مدارات سے پیش آؤ کیوں کہ وہ بددل اور کبیدہ خاطر ہیں (ابوبکر کے خلیفہ ہونے سے) وہ حسن سلوک کے مستحق بھی ہیں، ان میں بڑی خوبیاں ہیں، ان کی بڑی خدمات ہیں، رسول اللہ نے ان کے لئے وصیت بھی کی ہے لہذا ان میں جو صالح ہوں ان کی بات مانو۔ اور اگر کسی سے خطا سرزد ہو تو درگذر کرو، جیسا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے الکفاء صفحہ ۲۷